غیرمسلموں کے حلال تصدیقی اداروں کی شرعی حیثیت

مفتی شعیب عالم

تمہید

کوئی ایسا ادارہ جو مصنوعات کے حلال ہونے کی تصدیق کرتا ہو اور اس بنا پر حلال کا سرٹیفکیٹ دیتا ہو، مگر وہ ادارہ کسی غیر مسلم ملک یا فرد کا ہو تو کیا شریعت میں ایسے حلال تصدیقی ادارے کی تصدیق کا اعتبار ہوگا؟ اور اس بنا پر کسی پروڈکٹ کو حلال تصور کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے اس کا استعمال جائز ہوگا؟ ان سطور میں شریعت کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ حلال وحرام کا تعلق شریعت کے کس دائرے سے ہے؟

دوسرے یہ کہ کسی شئے کے متعلق یہ کہنا کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے، اس کا درجہ خبر کا ہے یا شہادت کا؟ کیونکہ شرعی لحاظ سے دونوں کے احکام میں فرق ہے۔

تفصیل

1:......حلال وحرام کا تعلق دیانات سے ہے، یعنی ان حقوق سے ہے جو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتے ہیں۔ جو حقوق بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوتے ہیں انہیں حقوق اللہ کہتے ہیں، مگر انہیں اس نام سے اس وجہ سے موسوم نہیں کرتے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ ہے، کیونکہ وہ حاجتوں سے مبرا ہے اور نہ ہی اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حقوق خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں، کیونکہ تمام ہی حقوق اسی نے پیدا کیے ہیں، بلکہ انہیں حقوق اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کسی خاص شخص کے بجائے معاشرے کی بہبود اور جماعت کا فائدہ متصور ہوتا ہے اور ان کی خلاف ورزی میں ضررِ عظیم ہوتا ہے، پس حق اللہ کو مفادِ عامہ اور عامہ خلائق کے مترادف سمجھنا چاہیے۔

2:......ان حقوق کو حقوق اللہ سے موسوم کرنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ان کو اسی طریقے سے بجالانا چاہیے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس میں عقل ومنطق کے گھوڑے نہیں

دوڑانے چاہئیں، کیونکہ جب حق اس کا ہے تو اسی کی منشا کے مطابق اُسے ادا کرنا چاہیے۔

3:......حقوق اللہ کے مقابل حقوق العباد ہوتے ہیں جو شخصی حقوق ہوتے ہیں اور ان میں حق اللہ کی طرح مفاد عامہ اور معاشرے کی بہبود مدنظر نہیں ہوتی، بلکہ فرد کا مفاد وابستہ ہوتا ہے۔ دونوں حقوق میں امتیاز اس طرح کیا جاتا ہے کہ شخصی حقوق کو حاصل کرنا یا چھوڑنا اشخاص کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے، مثلاً: ایک شخص مجاز ہے کہ اپنے مکان کا کرایہ وصول کرے یا چھوڑ دے، لیکن حق اللہ کی تعمیل کرانا خود سلطنت کا فرض ہوتا ہے، کیونکہ ریاست جماعت کی نمائندہ ہوتی ہے۔

حلال وحرام کی تصدیق خبر ہے یا شہادت؟

4:...... یہ معلوم ہونے کے بعد حلال وحرام دیانات کے دائرے میں آتے ہیں، اگلا سوال یہ ہے کہ کسی پروڈکٹ کو اس وجہ سے حلال سرٹیفکیٹ دینا کہ وہ شرعی اصولوں کے مطابق تیار کی گئی ہے اور حلال ہے، یا شرعی اصولوں کی عدم بجا آوری کی وجہ سے وہ حرام ہے، کیا حکم رکھتا ہے؟

جو سرٹیفکیشن باڈی حلال وحرام کی تصدیق کرتی ہے وہ دراصل اس بات کی شہادت دے رہی ہوتی ہے کہ یہ شئے حلال ہے یا حرام۔ شہادت کی وجہ سے اسلامی ضابطۂ شہادت متوجہ ہوجاتا ہے کہ آیا شہادت کی شرائط موجود ہیں یا نہیں؟ جب کہ شرعی ضابطۂ شہادت کے مطابق ایک غیر مسلم شہادت کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ فقہاء اسلام یہ لکھتے ہیں کہ شہادت برتری اور بالادستی چاہتی ہے، جب کہ غیر مسلم کو مسلمان پر کوئی برتری اور بالادستی حاصل نہیں۔ فقہ حنفی کی مستند کتاب ''بدائع الصنائع'' میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''لأن الشهادة من باب الولاية ولا ولاية للكافر على المسلم، لقوله تعالىٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً۔'' (النساء:۱۴۱)

ترجمہ: ''شہادت ولایت کو چاہتی ہے اور کافر کو کسی مسلمان پر ولایت حاصل نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ۔'' (ترجمہ از تفسیر عثمانی)

آیت شریفہ اس بارے میں بالکل واضح اور دوٹوک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مسلمانوں کے کسی معاملہ میں حجت اور دلیل بنانے کو اور انہیں اپنے اوپر غلبہ دینے سے منع فرمایا ہے، جب کہ ان کی شہادت قبول کرنا انہیں مسلمانوں پر فوقیت اور برتری دینا ہے، حالانکہ اسلام چاہتا ہے کہ یہ لوگ ایک بالادست قوت کے طور پر نہیں، بلکہ مسلمانوں کے زیر دست ہوکر رہیں۔ آیت شریفہ کے تحت مستند تفاسیر کی آراء ملاحظہ کیجیے:

''الرابع إن اللّٰه سبحانهٗ لا يجعل للكافرين على المؤمنين سبيلا شرعا، فإن وجد فبخلاف الشرع ۔ الخامس ولن يجعل اللّٰه للكافرين على المؤمنين سبيلا أى

www.banuri.edu.pk

حجة عقلية ولا شرعية يستظهرون بها إلا أبطلها ودحضت۔‘‘

(تفسیر القرطبی، سورۃ النساء، ج:۵، ص:۴۲۰، ط: دار عالم الکتاب، ریاض)

’’وقال السدی: ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا أی: حجة۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، ج:۲، ص:۴۳۶، ط: دار طیبۃ)

5:...... اگر حلال وحرام کی تصدیق کو شہادت کے معنی میں نہ لیا جائے، اس وجہ سے کہ شہادت کے لیے کچھ فنی قسم کی شرائط ہوتی ہیں بلکہ اسے خبر کے معنی میں لیا جائے تو معاملات میں تو غیر مسلم کی خبر قبول کرنے کی گنجائش ہوتی ہے، مگر حلال وحرام کے معاملہ میں مسلمان کے لیے کافر کی خبر پر اعتماد اور بھروسہ کی اجازت نہیں، کیونکہ حلال وحرام خالص دینی احکام ہیں اور دینی احکام میں غیر مسلم کی خبر قابل قبول نہیں۔ چنانچہ اگر ایک غیر مسلم اطلاع دے کہ پانی پاک ہے یا گوشت حلال ہے تو اس کی اطلاع پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اگر مسلمان بھی اس قسم کی اطلاع دے اور وہ دین دار نہ ہو تو اس کی خبر بھی قابل قبول نہیں۔

’’أن خبر الكافر مقبول بالإجماع فی المعاملات لا فی الديانات (وشرط العدالة فی الديانات) هی التی بين العبد والرب (كالخبر عن نجاسة الماء فيتيمم) ولا يتوضأ (إن أخبر بها مسلم عدل)... (ويتحری فی) خبر (الفاسق) ...... وفی الرد قوله (إن أخبر بها مسلم عدل) لأن الفاسق متهم والكافر لا يلتزم الحكم فليس لهٗ أن يلزم المسلم هداية۔‘‘

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ، ج:۶، ص:۳۴۴، إلی ۳۴۶، ط: سعید)

’’أما الديانات فلا يكثر وقوعها حسب وقوع المعاملات فجاز أن يشترط فيها زيادة شرط، فلا يقبل فيها إلا قول المسلم العدل؛ لأن الفاسق متهم والكافر لا يلتزم الحكم فليس له أن يلزم المسلم، بخلاف المعاملات، لأن الكافر لا يمكنه المقام فی ديارنا إلا بالمعاملة ولا يتهيأ له المعاملة إلا بعد قبول قوله فيها فكان فيه ضرورة۔‘‘ (الہدایۃ مع فتح القدیر، کتاب الکراہیۃ، فصل فی الأکل والشرب، ج:۸، ص:۴۴۵، ط: دار إحیاء التراث العربی)

6:...... حلال وحرام خالص دینی و مذہبی اصطلاحات ہیں اور ایک معنی میں پورے دین اسلام کا حاصل ہی حلال وحرام ہے، کیونکہ اسلام میں کچھ چیزوں کی اجازت ہے جنہیں حلال کہتے ہیں اور کچھ کی ممانعت ہے جنہیں حرام کہتے ہیں۔ اس طرح پورا اسلام سمٹ کر حلال وحرام میں جمع ہو جاتا ہے تو اس طرح کے اہم معاملہ میں غیر مسلم کی خبر کس طرح قبول کی جا سکتی ہے؟ جب کہ معاملہ صرف اس حد تک محدود نہیں کہ ان کی اطلاع معتبر ہے یا نہیں بلکہ ان کو دخل اور راستہ دینے کا ہے۔ جب شریعت صرف ان کی خبر کو قبول نہیں کرتی تو ان کی مداخلت کو کس طرح گوارہ کرے گی؟

7:...... ہمیں یہ بھی معلوم ہے اور جسے نہیں معلوم اسے معلوم ہونا چاہیے کہ غیر مسلم اپنی قوت

www.banuri.edu.pk

اور طاقت کے بل بوتے پر اور اپنے ذرائع اور وسائل کو کام میں لا کر اور اپنی تنظیموں صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر اور روایتی چال بازی اور حیلہ سازی کے ذریعے، صرف مداخلت تک محدود نہیں رہیں گے، بلکہ جلد ہی قیادت وسیادت کا علم بھی سنبھال لیں گے اور یہ اسکیم ہی مسلمانوں سے چھین لیں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ جن کو متبوع ہونا چاہیے وہ تابع بن جائیں گے۔

8:......حلال وحرام کا معاملہ اہم ہونے کے علاوہ انتہائی حساس بھی ہے، جس کی حساسیت، نزاکت اور باریکی کو ایک مسلمان ہی بہتر سمجھ سکتا ہے، غیر مسلم اس کا اہل نہیں۔ یہ رائے کسی مذہبی تعصب پر نہیں، بلکہ اس مسلمہ اصول پر مبنی ہے کہ کام ایسے شخص کے سپرد ہونا چاہیے جو اس کی اہلیت اور صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

مزید یہ کہ حلال وحرام کی اتھارٹی کسی انسان یہاں تک کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی نہیں ہے، یہ خالص خدائی منصب ہے۔ اور جو شخص حلال کو حرام یا حلال کو حرام کہتا ہے وہ اس خدائی اختیار کو استعمال کرتا ہے۔ اب ایک غیر مسلم کو اس قدر حساس اور اہم مذہبی معاملات کس طرح سپرد کیے جا سکتے ہیں؟!۔

9:......جیسا کہ پیرا نمبر:۶ میں مذکور ہوا کہ حلال ایک خالص مذہبی معاملہ ہے۔ مذہبی معاملات اسی وقت احسن طریقے سے تکمیل پا سکتے ہیں جب انہیں مذہبی روح کے ساتھ سرانجام دیا جائے، جب کہ غیر مسلم اس مذہبی روح اور اسپرٹ سے محروم ہیں اور انہیں مذہب کے بانی سے کوئی عقیدت نہیں تو اہل مذہب کے جذبات کی وہ کیوں رعایت رکھیں گے؟! درج ذیل اقتباس ملاحظہ کیجیے اور غور کیجئے کہ فقہاء کو کس طرح قطرے میں سمندر، ذرے میں پہاڑ اور بیج میں تناور درخت نظر آتا ہے اور ان کی دور بین نگاہ کہاں تک جاتی ہے:

’’وإن کان الذی أخبرہٗ بنجاسۃ الماء رجل من أھل الذمۃ لم یقبل قولہٗ لا لأن الکفر ینافی معنی الصدق فی خبرہٖ ولکن لأنہٗ ظھر منھم السعی فی إفساد دین الحق، قال اللّٰہ تعالٰی لا یألونکم خبالا أی لا یقصرون فی إفساد أمرکم فکان متھما فی ھذا الخبر فلا یقبل منہ کما لا تقبل شھادۃ الولد لوالدہ لمعنی التھمۃ۔‘‘ (المبسوط للسرخسی، کتاب الاستحسان، ج:۱۰، ص:۲۸۲، ط: دار الفکر)

10:......حلال مسلمانوں کا ’’لوگو‘‘ ہے اور مسلمان ہی اس کے داعی اور علم بردار ہیں اور اس وقت حلال کی طلب حقیقی معنی میں مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ اب اگر حلال تصدیقی اداروں کا قیام مسلمانوں کی طرف سے ہوگا تو مسلمان دنیا اس پر اعتماد کرے گی اور یوں حلال کی یہ اسکیم کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گی، لیکن غیر مسلموں کی شمولیت سے قوی امکان ہے یہ اسکیم ناکامی سے دوچار

ہو جائے، کیونکہ مسلمان مذہبی معاملات میں غیر مسلموں پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں۔ عین ممکن ہے کہ اس میدان میں ان کی دلچسپی اسی غرض سے ہو کہ اس اسلامی اسکیم اور پروگرام کو ناکام بنا دیا جائے۔ اگر مسلمان اس طرح کا اندیشہ رکھتے ہیں تو اس کی معقول وجوہ موجود ہیں۔ قرآن کریم ہمیں ان پر بھروسے اور اعتماد سے روکتا ہے، تاریخ ان کی چالبازیوں اور ریشہ دوانیوں سے بھری پڑی ہے اور ماضی کے تجربے اور حال کے مشاہدے سے قرآنی احکام اور تاریخ دونوں کی تصدیق ہوتی ہے۔

11:...... معاشی میدان میں مسلمانوں کی ترقی اور غیر مسلموں کی کمزوری اسلام کو کس قدر مطلوب ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں کافر کو اپنے محارم سے نکاح کی، خنزیر کھانے اور شراب پینے کی اجازت ہے، مگر سودی معاملات کی اسے اجازت نہیں۔ نجران کے عیسائیوں کو ایک معاہدے کے ذریعے شہری حقوق دیے گئے تھے، مگر سودی لین دین کی ان کو بھی اجازت نہ تھی، اس سے سود کے خلاف اسلام کی نفرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دوسری طرف فقہ حنفی کے بانی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خاص شرائط کے تابع مسلمان کو دار الحرب میں حربی سے سود لینے کی اجازت ہے، جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امکانی حد تک کافروں کو معاشی میدان میں نقصان دینا مطلوب ہے۔ اس وقت اقتصادی ترقی ایک بہترین اور مؤثر ہتھیار ہے اور غیر مسلم چاہتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اس میدان میں مغلوب ومحکوم رہیں، اس لیے وہ حلال مارکیٹ پر بھی اپنا قبضہ اور برتری چاہتے ہیں۔ ان کے یہ مذموم مقاصد اسی وقت ناکام بنائے جاسکتے ہیں جب اس میدان میں ان کے داخلے پر پابندی ہو، جیسا کہ شریعت نے ان پر یہ پابندی لگائی ہے۔

12:...... ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو شہری حقوق حاصل ہوتے ہیں اور ان کی جان ومال کا بھی اسی طرح تحفظ کیا جاتا ہے جس طرح مسلمانوں کا کیا جاتا ہے۔ ہمارے آئین نے بھی بہت کشادہ دلی اور وسیع الظرفی کے ساتھ غیر مسلم اقلیتوں کو حقوق دیے ہیں، مگر اس کے ساتھ اسلام کا یہ بھی حکم ہے کہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری ایسے نام اور اصطلاحات استعمال نہ کریں جس سے مسلمانوں کے ساتھ ان کا اشتباہ والتباس لازم آئے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ایسے نام نہیں رکھ سکتے جو خالص اسلامی ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ خاص ہوں۔ اب اگر غیر مسلم اپنے مذہبی معتقدات کے مطابق اپنے ملک میں کوئی لفظ یا اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو انہیں اس کا حق پہنچتا ہے، کیونکہ نہ تو شریعت اسلام کا مذہبی حصہ ان پر لاگو ہے اور نہ ہی وہاں شریعت کی عملداری ہے، لیکن اگر وہ ایک اسلامی ملک میں مسلمانوں کی اصطلاح کو مسلمانوں کے تصورات کے ساتھ استعمال کریں گے تو اس سے اشتباہ والتباس لازم آئے گا جس کو دور کرنے کے لیے ریاست کو حرکت میں آنا ہوگا۔

13 : ......قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اولوالامر کی اطاعت کرو:

''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا أَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُولِیْ الْأَمْرِ مِنْکُمْ ۔''(النساء:۵۹)

اولوالامر کے ساتھ (منکم) کا لفظ قابل غور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان اولوالامر کی اطاعت کرو جو تم سے ہو یعنی مسلمان ہو، معلوم ہوا کہ غیر مسلم کی اطاعت کو قرآن کریم مسلمانوں پر لازم نہیں قرار دیتا۔ اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم کو بحیثیت کارکن تو کسی کام میں شریک کیا جاسکتا ہے، لیکن کلیدی آسامی اس کے سپرد نہیں کی جاسکتی۔ تاریخ کے بعض ادوار میں غیر مسلم کلیدی عہدوں پر فائز رہے ہیں، مگر وہ تاریخ ہے شریعت نہیں، مسلم سلاطین کا ذاتی عمل ہے، حکم ربانی نہیں، بادشاہوں کی دریا دلی اور صلح جوئی ہے، اسلام کی عطا کردہ گنجائش ورعایت نہیں۔

14 : ......مسلم سیاسی مفکرین صاف لکھتے ہیں کہ غیر مسلموں کو قوت اور طاقت نہیں دینی چاہیے، کیونکہ یہ خود مسلمانوں کے حق میں ضرر رساں اور نقصان کا باعث ہے۔

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں حلال کھانے کا حکم غیر مسلموں کو بھی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ''یَا أَیُّهَا النَّاسُ'' کہہ کر پوری نوع انسانیت کو حلال کھانے کی دعوت دی گئی ہے، لہٰذا جب غیر مسلم بھی اس حکم کے مخاطب ہیں تو اس حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اگر وہ حلال سے متعلق تصدیقی ادارے قائم کرتے ہیں تو انہیں اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ مگر یہ شبہ اپنے اندر وزن نہیں رکھتا، کیونکہ خود حلال کھانے اور مسلمانوں کے لیے حلال کی اتھارٹی بن جانے میں بڑا فرق ہے۔

پھر اگر یہ شبہ درست تسلیم کرلیا جائے تو اس کا دائرہ بہت دور تک پھیل جاتا ہے، مثلاً: حلال کی طرح عدل وانصاف بھی اسلام کی ایک آفاقی اور عالمگیر دعوت ہے، مگر مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ایسے مسلمان حکام کے پاس دادرسی اور طلب انصاف کے لیے حاضر ہوں جو قرآن وسنت کے مطابق ان کے تنازعات کا تصفیہ کریں، مگر جو شبہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ ایک غیر مسلم جج بھی مسلمانوں کا مقدمہ فیصل کرسکتا ہے۔

علاوہ ازیں غیر مسلم اسلام کے اعتقادی مسائل کے تو مخاطب ہیں، مگر راجح قول کے مطابق فروعات کے مخاطب نہیں اور حلال وحرام کا تعلق ثانی الذکر سے ہے۔ اگر حلال وحرام میں ان کی اتھارٹی کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر دیگر فروعی احکام مثلاً نماز وروزہ میں ان کی اس حیثیت کو تسلیم کیا جانا چاہیے، کیونکہ فروعی احکام ہونے میں نماز وروزہ اور حلال وحرام برابر ہیں اور جب فروعی احکام میں ان کی اتھارٹی تسلیم کرلی جائے تو پھر انہیں اقامتِ صلوٰۃ کی بھی اجازت ہونی چاہیے، یعنی غیر مسلم اگر مسجد بنائے اور اس کا نظم سنبھالے تو پھر اس پر کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے، حالانکہ کوئی بھی مسلمان ان کو یہ حیثیت دینے کو تیار نہ ہوگا۔

بحث کے نتائج

1:...... پیرانمبر: ۱ اور نمبر: ۲ سے واضح ہوا کہ حلال وحرام کا تعلق حقوق اللہ سے بھی بنتا ہے اور حقوق اللہ کی خلاف ورزی پر ریاست کو باز پرس کرنی چاہیے۔ اس لیے ریاستی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے حکومت غیر مسلموں کو حلال تصدیقی ادارے قائم کرنے اجازت نہ دے۔

2:...... حقوق اللہ کو اس طرح ادا کرنا چاہیے جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں مقرر کیا ہے، کیونکہ حق اللہ سے مقصود اللہ تعالیٰ کی منشأ کو پورا کرنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی منشأ کے خلاف اپنی منشأ پر عمل حق اللہ کو مجروح کرنا ہے جس سے احتیاط چاہیے۔ دیکھیں پیرانمبر: ۳

3:...... پیرانمبر: ۴ سے واضح ہوا کہ حلال وحرام کی تصدیق شہادت ہے اور غیر مسلم حلال وحرام کے متعلق شہادت کا اہل نہیں۔

4:...... غیر مسلم کو حلال وحرام کی اتھارٹی دینا انہیں ایک بالا دست قوت تسلیم کرنا ہے، جب کہ حکم یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے دست نگر بن کر رہیں۔ دیکھیں پیرانمبر: ۴

5:...... حلال وحرام کو اگر حق اللہ تسلیم نہ کیا جائے اور نہ ہی اسے شہادت تسلیم کیا جائے تو اس کے دیانات میں سے ہونے کا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور پیرانمبر: ۵ میں حوالوں سے واضح ہوا کہ دیانات میں غیر مسلم کی خبر معتبر نہیں۔

6:...... غیر مسلم کو حلال وحرام کی اتھارٹی دینا اپنی معاشی قوت ان کے سپرد کرنا ہے۔ ان پر حلال وحرام کے متعلق بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی شمولیت سے قوی امکان اس مشن کی ناکامی کا ہے۔ وہ دین اسلام سے محروم ہونے کی وجہ سے ایک عبادت سمجھ اور مذہبی اسپرٹ کے ساتھ اس کام کو انجام نہیں دے سکتے۔ پیرانمبر ۱۰، ۱۱

7:...... مسلمان ہونے کے ناطے حلال کا تعارف اور اس سے آگہی پھیلانا ہماری ذمہ داری ہے، جب کہ غیر مسلموں کی شرکت سے یہ دعوت اور اسکیم ناکام ہوجائے گی، کیونکہ مسلمان اپنے دین کے معاملہ میں ان پر بھروسہ کرنے کو تیار نہیں اور یہ عین ممکن ہے کہ ان کا مقصد ہی اس اسکیم کو ناکام بنانا ہو۔ پیرانمبر: ۱۳ سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کو حتمی اتھارٹی نہیں دینی چاہیے اور آخری پیرا کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو اہم اور کلیدی مناصب اپنے پاس رکھنے چاہئیں۔

اختتامیہ

پاکستان میں خالص خوراک کا قانون ''Pure Food'' مجریہ ۱۹۶۰ء نافذ ہے جس میں اشیاء خوردونوش کو تیاری سے لے کر فروخت تک ملاوٹ اور مضر صحت اجزاء سے بچانے کا طریقہ کار وضع

کیا گیا ہے، مگر یہ قانون حلال وحرام کے معیارات کے حوالے سے ناکافی ہے، کیونکہ اس کی وضع کا ہدف ومقصد ہی یہ نہ تھا۔ اس وقت حلال وحرام کے متعلق دو سرکاری ادارے کام کررہے ہیں، ایک پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (psqca) اور دوسرا پاکستان نیشنل اینڈ ایکریڈیٹیشن (pnac) دونوں ادارے وزارت سائنس وٹیکنالوجی کے ماتحت ہیں۔ اول الذکر حلال وحرام کے متعلق قانون سازی کرتا ہے اور مؤخر الذکر اس کی تنفیذ وتعمیل کرتا ہے۔ پاکستان میں کسی کمپنی کو حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا یا نہ دینا ان ہی سرکاری اداروں کا کام ہے۔

آج سے کچھ عرصہ قبل جب یہ بازگشت سنائی دینے لگی کہ غیر مسلم بھی اس میدان میں کودنے کی تیاری میں ہے تو اس وقت اپنے فہم کے مطابق یہ تحریر تیار کی گئی اور ایک موقر حلال تصدیقی ادارے سنہا (sanha) نے دونوں اداروں کو پیش کردی، مگر مقام افسوس ہے کہ جو خدشہ تھا وہ سامنے آگیا اور پنیک نے غیر مسلموں کے قائم کردہ ایک ملٹی نیشنل ادارے (sgs) کو پاکستان میں حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دے دی ہے۔ ''sgs'' کا صدر دفتر جنیوا سوئٹزرلینڈ میں ہے اور یہ ادارہ انسپکشن، ویری فیکیشن، ٹیسٹنگ اور سرٹیفکیشن کی خدمات سرانجام دیتا ہے۔

دوسری طرف مقام شکر ہے کہ گزشتہ مہینے کی تیرہ اور چودہ تاریخ کو ترکی کے شہر استنبول میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر سے مسلمانوں کے حلال تصدیقی ادارے شریک ہوئے اور کانفرنس کے اختتام پر یہ مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ حلال وحرام کے متعلق غیر مسلموں کی مداخلت قبول نہیں کی جائے گی۔ کانفرنس کا اعلامیہ طویل، خوش آیند، اور ترکوں کی قائدانہ تاریخ اور خوددارانہ جذبات کا بھرپور ترجمان ہے، جسے ضمنی حیثیت سے نہیں، بلکہ مستقل موضوع کے طور پر زیر بحث لانا مناسب ہے۔